Regd. S. No. 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۱؍

منگل

۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر۔ عبد القادر بی۔ اے

جلد ۶ | ۲۲ فتح ۱۳۳۲ ہش - ۲۲ دسمبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۱۹

پاکستان کی تمام اقلیتوں کو قرارداد مقاصد کے مطابق مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوگی

آئندہ دستور کے متعلق غیر مسلموں کے اندیشے ہرگز درست نہیں ہیں۔ گورنر جنرل پاکستان کا اعلان

رنگ پور ۲۱ دسمبر۔ پاکستان کے گورنر جنرل جناب غلام محمد نے مقامی ہندوؤں کے ایک وفد سے ملاقات کرتے ہوئے انہیں یقین دلایا ہے کہ مجلس دستور ساز نے قرارداد مقاصد اور مملکت کی پالیسی کے جو ہدایتی اصول منظور کئے ہیں۔ وہ پاکستان کے تمام غیر مسلموں کو اس امر کی ضمانت دیتے ہیں۔ کہ انہیں اپنے مذہب اور ثقافت پر عمل کرنے کی مکمل آزادی ہوگی۔

مقامی ہندوؤں کے وفد نے گورنر جنرل کی خدمت میں جو یادداشت پیش کی تھی۔ اس میں کہا گیا تھا کہ مملکت کی مذہبی نوعیت پر باربار زور دیئے جانے سے اقلیتی فرقہ کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو گیا ہے کہ ان کا مذہب ثقافت تعلیم اور ہر وہ شے جو انہیں عزیز ہے خطرہ میں پڑ جائے گی

گورنر جنرل نے وفد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا پاکستان کی اقلیتوں کو مجلس دستور ساز کی منظور کردہ قرارداد مقاصد اور مملکت کی پالیسی کے ہدایتی اصول کو شبہات کا سبب سمجھنے کے بجائے اپنی مذہبی اور ثقافتی آزادی کا سب سے بڑا سہارا سمجھنا چاہیئے۔ اور ان کی وجہ سے انہیں اپنے ملک پر فخر ہونا چاہیئے۔ غالباً ان شبہات کو وہ لوگ ہوا دے رہے ہیں جو ہیجان اور بے چینی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے وفد کے ارکان کو مجلس دستور ساز کے منظور کردہ ہدایتی اصول کے حسب ذیل التزامات کی طرف توجہ دلائی۔

(۱) "مملکت کو اپنی پالیسیوں اور کارروائیوں میں قرارداد مقاصد میں دیئے ہوئے اصولوں کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔" (۲) "موجودہ قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنانے اور قرآن شریف اور سنت کے ایسے احکامات کی ترتیب و تدوین کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں جن کو قانونی شکل دی جا سکتی ہے اور جو قرآن شریف اور سنت کی ہدایت کے مطابق غیر مسلموں کے ذاتی قوانین کا ٹھیک طور پر تحفظ نہ کر سکیں"۔ (۳) "مملکت پاکستان کے غیر مسلم فرقوں کے تمام جائز حقوق اور مفادات کا تحفظ کرے"

آپ نے فرمایا قرارداد مقاصد میں اور مملکت کی پالیسی کے ہدایتی اصولوں میں واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ مسلمان قرآن شریف اور سنت کی تعلیمات کی طرز پر زندگی گزارنے کی کوشش کریں گے لیکن غیر مسلموں کو بھی پوری آزادی ہوگی۔ کہ وہ اپنے مذہبی ثقافتی رواجوں پر عمل کرتے رہیں۔ ان دفعات سے اسلام کا پوری طرح یقین ہو جاتا ہے کہ غیر مسلموں کے مذہبی قوانین کا تحفظ کیا جائے گا۔ اور ان التزامات سے غیر مسلموں کے مذہب میں دخل اندازی کرنے یا اسلامی نظریہ مسلط کرنے کا مطلب نکالنا مجلس دستور ساز کے منظور کردہ بنیادی اصول کے منافی ہے۔

آپ نے کہا ان واضح دفعات کی روشنی میں اکثریتی فرقے کا کسی شبہ کا اظہار بے بنیاد اور غیر مخلصانہ ہوگا۔ بہر حال زبان یا قانون کے خلاف اگر کوئی حقیقی اندیشہ ہو، تو اسے مجلس دستور ساز میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ تاکہ عوام کے کسی گروہ کے ذہن میں کوئی شبہ نہ رہے۔

آپ نے کہا کہ اگر غیر مسلموں پر کوئی پابندی ہے تو وہ صرف سربراہ مملکت کے انتخاب کے سلسلہ میں ہے۔ ہز ایکسیلنسی نے بتایا کہ ایسے ہی التزامات کہ سربراہ مملکت ایک مخصوص مذہب سے تعلق رکھتا ہو، مغرب کے بہت سے ملکوں کے جمہوری دستوروں میں موجود ہیں اور پاکستان نے کوئی انوکھی یا غیر معمولی بات نہیں کی ہے۔ پاکستان کے دستور میں ایسی کوئی دفعہ نہیں ہے جو غیر مسلموں کو وزیر اعظم بننے یا مملکت کے اور دوسرے اعلےٰ عہدے سنبھالنے سے روکے ہندوؤں کے وزیر یا وزیر اعظم بننے اور اس طرح اصلی اقتدار حاصل کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ انہیں سمجھنا چاہیئے کہ اقتدار عوام کے نمائندوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ سربراہ مملکت کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ ہز ایکسیلنسی نے کہا کہ جب تک ان کو ... کے اقتدار حاصل کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ مجھے ان اندیشوں میں کوئی جواز نظر نہیں آتا۔ آخر میں گورنر جنرل نے ارکان وفد کو مشورہ دیا کہ وہ دستور کی دفعات کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کریں۔ اور پروپیگنڈا کا شکار نہ بنیں۔ زیادہ رویہ اختیار نہ کریں جو ان کے پیشروؤں نے اختیار کیا تھا۔

پاکستان نے امریکہ سے کوئی معاہدہ طے نہیں کیا۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کی تہران میں تصریحات

تہران ۲۰ دسمبر۔ پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان آج بذریعہ ہوائی جہاز تہران پہونچ گئے ہیں۔ ایران میں آپ کا ورود سرکاری طور پر ہے۔ ایران کی طرف روانہ ہونے سے پہلے آپ نے روما میں فرمایا کہ پاکستان نے امریکہ سے کوئی پیکٹ طے نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ غیر سرکاری طور پر پاکستان کو فوجی سامان بہم پہنچانے کے لئے بات چیت ہو رہی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پاکستان نے کوئی ایسی فوجی ذمہ واریاں اپنے ذمہ لی ہیں جو اپنے علاقہ کی حفاظت کے علاوہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پاکستان ہر قسم کی جارحانہ کارروائیوں کے خلاف ہے۔ ہر ملک کو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو اپنے اختیارات میں آزاد ہونا چاہیئے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اٹلی اور پاکستان کے تعلقات امکان کی حد تک دوستانہ اور خوشگوار ہیں

پاکستان میں عنقریب سستا کپڑا اور کاغذ عام ملنے لگے گا

پٹنہ ۲۰ دسمبر۔ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد آج صبح پٹنہ پہونچے۔ جہاں سرکٹ ہاؤس کے باہر عوام کی شکایات کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کپڑا بہت جلد وافر مقدار میں اور زیادہ سستا ملنے لگے گا اور عنقریب کاغذ کی قلت بھی دور ہو جائے گی

ایران کے وزیر مملکت لاہور روانہ ہو گئے

کراچی ۲۱ دسمبر۔ ایران کے وزیر مملکت آقائے علی حکمت آج لاہور روانہ ہو گئے۔ جہاں پنجاب یونیورسٹی آپ کو اعزازی ڈگری دے گی۔

ریڈیو ٹیلیگراف آپریٹر کا آئندہ امتحان

کراچی ۲۱ دسمبر۔ ریڈیو ٹیلیگراف آپریٹر کا آئندہ امتحان ۲۷ جنوری ۱۹۵۴ء کو بیک وقت کراچی ڈھاکہ اور چٹاگانگ میں منعقد ہوگا۔ درخواست کے فارم اور امتحان کا سلیبس پاکستان ڈاک و تار کے ڈائرکٹر جنرل کراچی اور پوسٹ ماسٹر جنرل حلقہ مشرقی بنگال ڈھاکہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

— دہلی ۲۱ دسمبر کشمیر میں رائے شماری کی تفصیلات طے کرنے کے لئے پاکستان اور بھارت کی سب کمیٹیوں کا مشترکہ اجلاس آج یہاں شروع ہو گیا

فیڈرل کورٹ نے فیض احمد فیض اور اکبر خان کی درخواست مسترد کر دی

لاہور ۲۱ دسمبر۔ پاکستان کی فیڈرل کورٹ نے آج سابق میجر جنرل اکبر خاں اور مسٹر فیض احمد فیض کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ درخواست میں فوجی عدالت کے فیصلہ کے خلاف اپیل کرنے کی اجازت طلب کی گئی تھی۔ واضح رہے کہ سابق میجر جنرل اکبر خان اور فیض احمد فیض مقدمہ سازش راولپنڈی کے سلسلے میں سزائے قید کاٹ رہے ہیں۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۱۸ دسمبر (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے اچھی ہے

الحمد للہ ثم الحمد للہ

پاکستان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا اجلاس

کراچی ۲۱ دسمبر آج صبح دس بجے پاکستان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا اجلاس مسٹر محمد علی کی صدارت میں شروع ہوا۔ نو ممبروں نے شرکت کی اجلاس میں سندھ اور بلوچستان کی مسلم لیگیوں کے معاملات کے علاوہ انتخابات کے متعلق مشرقی بنگال کی مسلم لیگ کی رپورٹ پر بھی غور کیا گیا۔

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح منگو بن لین کراچی سے شائع کیا۔

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ

۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۵۳ء
۲۶-۲۷-۲۸ فتح ۱۳۳۲ھش

پہلا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۵۳ء بروز ہفتہ

پہلا اجلاس

وقت	عنوان	مقرر
۹-۰۰ سے ۹-۱۵ تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۹-۱۵ " ۹-۴۵ "	افتتاحی تقریر	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ امام جماعت
۹-۴۵ " ۱۰-۱۵ "	ذکر حبیب	حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ڈی۔ ڈی سابق مبلغ انگلستان
۱۰-۱۵ " ۱۱-۰۰ "	جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے حالات	جناب سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا
۱۱-۰۰ " ۱۱-۴۵ "	محبت الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم	جناب مرزا عبدالحق صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی پراونشل امیر پنجاب سرگودہا

دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر و عصر

وقت	عنوان	مقرر
۱-۰۵ سے ۱-۱۵ تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۱-۱۵ " ۲-۰۰ "	قرآن شریف کی کوئی آیت منسوخ نہیں	جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ
۲-۰۰ " ۲-۴۵ "	تربیت کے لحاظ سے ہماری ذمہ داریاں	جناب مولوی قمر الدین صاحب فاضل انسپکٹر تعلیم و تربیت
۲-۵۰ " ۳-۳۵	اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے متعلق پیشگوئیاں	جناب مولوی عبدالغفور صاحب فاضل مبلغ سلسلہ

دوسرا دن ۲۷ دسمبر ۱۹۵۳ء بروز اتوار

پہلا اجلاس

وقت	عنوان	مقرر
۹-۰۰ سے ۹-۱۵ تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۹-۱۵ " ۱۰-۰۰ "	بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات	جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب فاضل بی۔ اے وکیل التبشیر تحریک جدید
	۵ منٹ وقفہ برائے اعلانات	
۱۰-۰۵ " ۱۰-۵۰	اسلام اور تزکیہ نفس	جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ
	۵ منٹ وقفہ برائے اعلانات	
۱۰-۵۵ " ۱۱-۴۰	تجارت کے متعلق اسلامی تعلیم	صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج لاہور

دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر و عصر

وقت	عنوان	مقرر
۱-۳۰ " ۱-۴۵	تلاوت قرآن کریم و نظم	

تقریر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ امام جماعت احمدیہ

تیسرا دن ۲۸ دسمبر ۱۹۵۳ء بروز پیر

وقت	عنوان	مقرر
۹-۰۰ سے ۹-۱۵ تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۹-۱۵ " ۱۰-۰۰ "	زیر تجویز	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے ناظر امور عامہ و خارجہ
	وقفہ ۵ منٹ برائے اعلانات	
۱۰-۰۰ " ۱۰-۵۰	شان محمد صلے اللہ علیہ وسلم	جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس فاضل سابق امام مسجد لنڈن
	وقفہ ۵ منٹ برائے اعلانات	
۱۰-۵۵ " ۱۱-۴۰	مذہبی آزادی کے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر	جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے۔ ایل ایل بی

دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر و عصر

وقت	عنوان	مقرر
۱-۳۰ سے ۱-۴۵	تلاوت قرآن کریم و نظم	

تقریر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ امام جماعت احمدیہ

نوٹ ۱:- پروگرام میں تبدیلی کا اختیار ناظر دعوۃ و تبلیغ کو ہوگا۔

" ۲:- دوران تقریر میں کسی صاحب کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی

...... = ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ

پروگرام شب بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۵۳ء

۲۶ دسمبر ۱۹۵۳ء

زیر صدارت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر

۷ بجے شب سے ۸-۴۰ تک

وقت	عنوان	مقرر
۷-۰۰ سے ۷-۱۵ تک	تلاوت قرآن کریم	السید محمد سلیم الحسن الجابی
۷-۱۵ " ۷-۲۵	نظم	مسٹر رحیم بخش آف گی آنا
۷-۲۵ " ۷-۴۰	تقریر بزبان اردو حالات انڈونیشیا	مکرم صالح الشیبی صاحب انڈونیشین
۷-۴۰ " ۷-۵۵	" " عربی شام میں احمدیت	السید محمد سلیم الحسن الجابی
۷-۵۵ " ۸-۱۰	" " اردو میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟	مسٹر عبدالشکور صاحب کنزے
۸-۱۰ " ۸-۲۵	" " "	مسٹر رشید احمد صاحب امریکن
۸-۲۵ " ۸-۴۰	" " انگریزی امریکہ میں اسلام	مسٹر عبدالشکور درکش

...... = ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ

فوری ضرورت

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک اہم ضرورت کے لئے مندرجہ ذیل اخبارات و رسائل کے فائلوں کی فوری ضرورت ہے جن احباب کے پاس ان اخبارات و رسائل کے فائل موجود ہوں۔ ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ یہ لٹریچر جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے ہوئے ساتھ لیتے آویں اور خلافت لائبریری میں دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۱) آزاد ۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۰ء (۲) احسان ۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۳ء
(۳) مغربی پاکستان ستمبر ۱۹۵۲ء تک (۴) ترجمان القرآن تقسیم ملک سے پہلے کے تمام فائل - (۵) تسنیم ۵۲-۱۹۵۳ء

(انچارج خلافت لائبریری ربوہ)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اخبار المصلح مورخہ ۲۰-۱۱-۵۳ میں ایک دوست کی شکایت شائع ہوئی تھی کہ انہوں نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیا لگڑھی مبلغ لائل پور کو ۵۰ روپے کی رقم الشرکۃ الاسلامیہ کے حصص خریدنے کے لئے دی تھی۔ مگر دو ماہ تک انہیں اطلاع نہیں ملی۔ کہ ان کی رقم جمع ہوگئی ہے یا نہیں۔ یہ شکایت غلط فہمی پر مبنی تھی۔ یہ رقم کمپنی مذکور میں انہی دنوں جمع ہو چکی تھی چونکہ ایک مبلغ کے متعلق بدگمانی کا احتمال ہے۔ اس لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

درخواستہائے دعا

میں لائل پور اور لاہور سے Fistula کے چار اپریشن کروا چکا ہوں۔ لیکن مکمل آرام نہیں آیا۔ اب پانچویں اپریشن کے لئے ڈاکٹر مشورہ دے رہے ہیں جس کی میں ہمت نہیں پاتا۔ دوستوں کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنا فضل فرمائے اور کامل صحت دے۔ عبدالقادر چیف اکونٹنٹ کالونی ٹیکسٹائل ملز۔ لائل پور (۲) میرا لڑکا عزیز عبدالباسط بعارضہ بخار ٹائیفائڈ بیمار ہے احباب صحت یابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار سید غلام احمد شاد گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ

کرسمس کے موقعہ پر آسمانی بادشاہت کا پیغام

مُبارک ہو کہ آنے والا مسیح آگیا۔

از مکرم عبد القادر صاحب۔ لائل پوری

(۱)

اے مسیحی بھائیو! انیس سو سال سے آپ کو آنے والے مسیح کا انتظار ہے ہم آپ کو خوشخبری دیتے ہیں کہ آنے والا مسیح قادیان کی بستی میں آگیا۔ اس نے اپنے مسیحی انفاس سے مردہ دلوں کو زندگی عطا کی ہے۔ مگر وہی اس کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جو مقدس کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ روحانی محاوروں کو سمجھتے۔ اور ان وقتوں اور موسموں کو شناخت کرتے ہیں۔ جو آسمانی لوگوں کے لئے ازل سے مقدر ہیں ؛

آپ حیران نہ ہوں کہ ہمیں کس مسیح کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ ہمارا مسیح جس کے لئے ہمارے چھوٹے اور بڑے چشم براہ ہیں وہ تو عیسائیت کا علمبردار اور آسمان سے آنے والا ہے۔ یہ محمدی مسیح جو کہ قادیان کی بستی میں پیدا ہوا کون ہے؟ اسے ہم آخر کیوں قبول کریں:؟ نا انصافی ہوگی۔ اگر آپ کے اس سوال کا جواب دیئے بغیر آپ کو مخاطب کیا جائے

پیارے بھائیو، یہاں یہ بات آپ کو اچھی طرح ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ آسمانی کتابوں کے محاورے نہ سمجھنے کے باعث ظاہر پرست لوگوں کو ہمیشہ ٹھوکر لگی ہے۔ جس پر خدا تعالےٰ کے نبیوں کو کہنا پڑا۔

"تم کانوں سے سنوگے مگر سمجھو گے نہیں اور آنکھوں سے دیکھو گے پر دریافت نہ کرو گے"؛

خدا نہ کرے کہ آپ ان لوگوں میں شامل ہوں۔ یہ تو مسلمہ ہے کہ الٰہی صداقتوں پر جب ایک زمانہ گزر جاتا ہے۔ تو ایمان خراب اور عقیدے بگڑ جاتے ہیں۔ ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ان بگڑے ہوئے عقیدوں میں حضرت مسیح ناصری کے آسمان پر جانے اور اسی جسم کے ساتھ واپس آنے کا عقیدہ بھی شامل ہے۔ ہم اس رب الافواج کی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ جس کے تصرف میں کائنات کا ذرہ ذرہ ہے کہ باقی نبیوں کی طرح حضرت مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں۔ آپ کی آمد ثانی سے مراد ایک ایسے عظیم الشان انسان کی آمد ہے۔ جو آپ کا نام اور آپ کی صفات لیکر پیدا ہو۔ جیسے ایلیا کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی یوحنا نبی کے ذریعہ پوری ہوئی۔ اسی طرح مسیح کی آمد ثانی سے مراد آپ کے مثیل کی آمد ہے

آپکا حق ہے کہ آپ یہ کہیں کہ ہماری چاروں انجیلوں میں سے مرقس اور لوقا کی انجیل صاف گواہی دے رہی ہے کہ حواریوں کے دیکھتے دیکھتے یسوع مسیح آسمان پر چلے گئے۔ اور خدا کے داہنے ہاتھ جا بیٹھے۔

ہمارا بھی حق ہے کہ ہم اس سچی بات کو آپ تک پہونچا دیں۔ کہ مرقس اور لوقا کی انجیل میں یسوع مسیح کے آسمان پر جانے کا واقعہ ان انجیلوں کے لکھنے کے بعد غالباً دوسری صدی مسیح میں شامل کیا گیا۔ بہت سی قدیم انجیلیں جو کہ ملی ہیں۔ ان میں یہ واقعہ درج نہیں۔ اب زیادہ تر عیسائی محققین یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مرقس کی آخری بارہ آیات اور لوقا کا آخری بیان جس میں مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر ہے انجیل کا حصہ نہیں بلکہ بہت بعد میں ملایا گیا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں بائیبل پر جو مقالہ شامل ہے اس میں لکھا ہے۔

"The most interesting ms known is the Etchmiadzin codex of A.D. 989 discovered by F.C. Conybear, which contains the longer conclusion to Mark (Omitted by most old Armenian Mss) with the heading Aristan Eritzu (of the Presbyter Ariston"

Vol 3, Page 517
Edition 1947

کہ مرقس کی آخری بارہ آیات (جن میں حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر ہے ناقل) زیادہ تر قدیم آرمینی نسخوں کے انجیل میں پائی نہیں جاتیں۔ لیکن اس سلسلہ میں ایک نہایت دلچسپ قدیم نسخہ انجیل ملا ہے۔ جو کہ "کوڈکس اچمی ایڈزن ۹۸۹ عیسوی" کے نام سے مشہور ہے۔ جسے ایف سی کانی بیر نے دریافت کیا ہے۔ اس نسخہ انجیل میں مرقس کی آخری بارہ آیات تو درج ہیں۔ لیکن ان پر سر عنوان (ان کے لکھنے والے کا نام) "ارسٹن" درج ہے۔ یعنے ان آیات کو بزرگ ارسٹن کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

ارسٹن ایک بہت بڑا مستند عالم دوسری صدی عیسوی کے شروع میں ہوا ہے۔ خود مرقس نے نہیں لکھا بلکہ ارسٹن نے لکھ کر انجیل کے ساتھ شامل کر دیا۔ اسی طرح اس مقالہ میں اعمال الرسل Acts کے عنوان کے نیچے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ لوقا کی انجیل میں بھی حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر الحاقی ہے۔

اب تو اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ کہ اناجیل میں حضرت مسیح ناصری کے آسمان پر جانے کا واقعہ سرے سے درج ہی نہیں تھا کہ بعد میں آنے والے لوگوں نے اپنا یہ غلط عقیدہ انجیل میں ٹھونس کر درج کر دیا۔ چنانچہ حال ہی میں چالیس پراٹسٹنٹ فرقوں نے انجیل پر بائیبل کے بہترین سکالرز کے ذریعہ نظر ثانی کروائی ہے۔ جو جو قدیم نسخے اس وقت تک مل چکے ہیں۔ وہ سب انہوں نے سامنے رکھے ہیں۔ بائیبل کے اس تازہ ایڈیشن کی اشاعت پر ساری پراٹسٹنٹ عیسائی دنیا میں خوشی منائی گئی۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۵۲ء کو صدر ٹرومین نے اپنے ہاتھ سے اس کا افتتاح کیا۔ دس لاکھ کی تعداد میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ اور دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا گیا ہے۔ آپ تعجب کریں گے کہ بائیبل کے اس تازہ ایڈیشن سے مرقس کی آخری بارہ آیات جن میں یسوع مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر بھی شامل ہے۔ متن سے خارج کر دی گئی ہیں۔ اور اسی طرح لوقا کے آخر سے مسیح کے آسمان پر جانے کا بیان متن سے نکال دیا گیا ہے۔ البتہ حاشیہ انجیل میں اس نوٹ کے ساتھ حذف کردہ آیات دے دی گئی ہیں۔ کہ بعض نسخوں میں یہ آیات بھی پائی جاتی ہیں۔ اور بعض میں اس سے مختلف آیات۔ یہ تبدیلی صاف ظاہر کر رہی ہے کہ پراٹسٹنٹ علما کے نزدیک حضرت مسیح ناصری کے آسمان پر جانے کا بیان نہ تو لوقا نے لکھا۔ اور نہ مرقس ضبط تحریر میں لائے۔ یہ الحاقی ہونے کی وجہ سے اس قابل نہ تھا کہ انجیل کے متن میں درج کیا جاتا۔ اسی طرح پروفیسر چارلس کٹلر ٹوری نے "اناجیل اربعہ" کا جو ترجمہ انگریزی زبان میں شائع کیا ہے۔ اس میں بھی یہ آیات درج نہیں کی گئیں نہ متن میں نہ حاشیہ پر۔ دوسرے اردو اور انگریزی تراجم میں بھی یہ نوٹ دے دیا گیا ہے۔ کہ یہ آیات بعض قدیم مستند نسخوں میں پائی نہیں جاتیں ؛

یہاں آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر اناجیل اربعہ میں نہیں تو نہ سہی کتاب "اعمال الرسل" میں تو حضرت مسیح ناصری کے آسمان پر جانے کا بیان موجود ہے۔ اس کے متعلق بھی یہ عرض ہے۔ کہ محققین بائبل اب یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اعمال الرسل کے پہلے باب میں جو دو دفعہ یسوع مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر ہے (یعنی آیت نمبر ۲ اور پھر آیت نمبر ۹ میں) آیت نمبر ۲ کے متعلق تو ان کو تسلیم ہے کہ جس شخص نے لوقا کے آخر میں یسوع مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر شامل کیا ہے اس نے اعمال الرسل کے شروع میں۔ یہ بیان درج کر دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں بائبل پر مقالہ زیر عنوان ACTS) آیت نمبر ۹ میں یہ ذکر ہے۔ کہ مسیح حواریوں کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھا لیا گیا۔ اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپا لیا؛

یہ واقعہ کوہ زیتون پر پیش آیا۔ اب آپ غور کریں کہ اگر یہ عظیم الشان واقعہ سچا ہوتا۔ تو حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری متی اور یوحنا اسکو کبھی نظر انداز نہ کرتے اور نہ مرقس اور لوقا یہ واقعہ درج کرنے سے احتراز نہ کرتے۔ اناجیل اربعہ میں اس واقعہ کا درج نہ ہونا۔ صاف ظاہر کرتا ہے کہ جس شخص نے اعمال الرسل کے شروع میں ایک الحاقی بیان داخل کیا ہے۔ اسی نے ذرا تفصیل کے ساتھ دوسری جگہ۔ یہ واقعہ درج کر دیا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصل واقعہ کیا تھا؟ جس سے دھوکا کھا کر حضرت مسیح ناصری کے آسمان پر جانے کی خبر مشہور ہو گئی اور بعد میں آنے والے لوگوں نے یہی خبر اناجیل میں اور اعمال الرسل میں درج کر دی۔ اس کے حل کے لئے ہم آپ کو ایک قدیم دستاویز کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ یہ دستاویز آج سے انیس سو پندرہ سال پہلے کی ہے۔ جو کہ سکندریہ کے آثار قدیمہ سے برآمد ہوئی ہے یہ ایک مکتوب کی شکل میں ہے جو یسوع مسیح کے ایک دوست اور عقیدت مند نے یروشلم سے سکندریہ میں بھیجا۔ اس میں واقعات صلیب مسیح کے چشم دید حالات بیان کئے گئے ہیں۔ اصل مکتوب لاطینی زبان میں ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ دی انڈو امریکن بک کمپنی شکاگو نے ۱۹۰۷ء میں مندرجہ ذیل نام سے شائع کیا ہے۔

(باقی دیکھیے)

علم حقیقی کی تعریف اور اس کے حصول کی راہیں

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی تقریر

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے ۲۵ نومبر کو جامعۃ المبشرین میں جو تقریر فرمائی تھی اس کا خلاصہ درج ہے۔ (محمد طفیل منیر)

آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے ابھی ...... شیخ الجامعہ سے کہا تھا۔ کہ ایک جاہل علماء کو خطاب کرے گا۔ اور میرا یہ کہنا ایک لحاظ سے صحیح اور بجا تھا۔ کیونکہ انسان جتنا زیادہ علم حاصل کرتا جاتا ہے اسی قدر اس کا دائرہ علم وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے وجود کو بھی یہ دعا سکھلائی رب زدنی علماً کہ اے میرے رب تو ہی میرے علم کو وسعت دے کیونکہ جتنا علم میں حاصل کر چکا ہوں۔ اس کی زیادتی کے باعث میرے لئے دائرہ علم بہت زیادہ وسیع ہو گیا ہے۔ جس کی حدود تک پہنچنا۔ میری طاقت سے بالا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کونسا علم ہے جس کے طلب کرنے کے لئے دعا کی ترغیب قرآن پاک میں دی گئی ہے۔

سو اس سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ وہ علم ہے۔ جس کے ساتھ نور فراست بھی ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ ؎

علم آں بود کہ نور فراست رفیق اوست

کہ حقیقی علم وہ ہے جس کے ساتھ فراست بھی شامل ہو۔ اور فراست کا نور مومن ہی کو ملتا ہے۔ تبھی تو محبوب خدا نے فرمایا اتقوا فراسۃ المومن۔ کہ اے لوگو تم مومن کی فراست سے بچا کرو۔ اور مومن کو فراست اس کے تقویٰ کے سبب ہی ملتی ہے۔ اس کی طرف اللہ تبارک تعالیٰ اپنے کلام مجید میں اشارہ کرتے ہیں۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ کہ تم اللہ کو وقایہ بنا لو۔ وہ خود تم کو علم اور فراست عطا فرمائے گا۔ الغرض حقیقی علم کا حصول مومن کو اس کے نور فراست اور تقویٰ کے طفیل ہی ملتا ہے ......

اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ پھر خدا کا کلام علماء دین کی شان بھی بیان کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ علماء وہ ہیں۔ جن کے اندر خشیت اللہ ہو فرمایا۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کہ خدا کی خشیت کے حقیقی مظہر علماء ہی ہوتے ہیں ...... اس آیت میں علماء کے لئے خشیۃ اللہ کے الفاظ بیان فرمائے خوف اللہ نہیں کہا۔ کیونکہ خشیت اور خوف میں فرق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خشیت انسان کے اندر قوت پیدا کرتی ہے۔ اور خوف انسان کے اندر بزدلی پیدا کرتا ہے۔ اس لئے یہاں ہر عالم کی علامت خوف اللہ کی بجائے خشیۃ اللہ پایا جانا قرار دی۔ کیونکہ حقیقی عالم اپنے اندر بے پناہ قوت پاتا ہے۔ جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی شے نہیں کر سکتی۔ پھر خشیت اللہ کی تشریح بھی کلام پاک کی اس آیت نے کر دی فرمایا۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔

کہ حقیقی معنوں میں خشیت اللہ کے مظہر وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو کہ استقامت اختیار کرتے ہیں۔ یعنی ان کی مثال متلاطم سمندر میں اس تنہا چٹان کی سی ہوتی ہے جس کو زیر کرنے کے لئے سمندر کی غضبناک موجیں پیچ و بل کھاتی ہوئی بار بار آ کر اس سے ٹکراتی ہیں۔ اور پھر اس چٹان میں کسی قسم کی کمزوری نہ پا کر شرمندگی کا منہ لے کر لوٹ جاتی ہیں۔ یہی حالت حقیقی عالم کی ہوتی ہے۔ دنیا کی طاقتیں اور قوتیں اس کے علم میں رخنہ ڈالنے کے لئے بار بار پوری طاقت سے حملہ آور ہوتی ہیں۔ مگر وہ عالم خشیت اللہ کی وجہ سے استقامت اختیار کرتا ہے۔ اور ان حوادث کا مقابلہ خندہ پیشانی سے کرتا ہے۔ نیز اس آیت (قالوا ربنا اللہ الخ) میں ربنا کے الفاظ رکھے گئے۔ جس سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ کہ انسان کو لا انتہا ترقی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کی ترقی اس جہان میں ختم نہیں ہو جاتی۔ اس کی موت مزید ترقیات کے لئے ایک دروازہ ہے جس کے بعد لا انتہا ترقیات نصیب ہوتی ہیں۔ اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ تم اللہ پر اسے اپنا رب سمجھ کر ایمان لاؤ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تمہارے دل سے خوف نکال دیا جائے گا۔ اور جبن لیتی اور خوف پیدا کرنے والی اشیاء تمہارے قریب نہ آ سکیں گی۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ جامعۃ المبشرین کے طلباء اس الہام کے مظہر ہیں۔ کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

پس تم پر یہ فرض عاید ہوتا ہے۔ کہ تم وحی مسیح محمدی کو اکناف عالم تک پہنچاؤ اور اسلام کے نمائندے بن کر جاؤ۔ اگر تم نے اس میں کسی قسم کی سستی کا مظاہرہ کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا مکمل طور پر مظہر نہ بنے۔ تو تم خدا کے حضور جوابدہ ہوگے۔ پس تم وحی الٰہی کے مظہر بنو۔ یہ علم تو ایک بیج ہے۔ اور جس طرح بیج زمین میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اور پھر زمین سے ملنے کے سبب اپنا وجود کھو دیتا ہے۔ اسی طرح تمہارا ناز علم پر نہ ہو۔ بلکہ تمہارا ناز اس علم کے طفیل تمہاری عقلی اور فطری قوتوں کی نشوونما پر ہو۔ جو کہ علم کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ العلم الجھاد الاکبر ہے۔ یعنی عالم علم پر گھمنڈ نہیں کرتا۔ کیونکہ علم پر گھمنڈ ہونے کی وجہ سے انسان ترقی کی راہوں کو اپنے لئے مسدود کر لیتا ہے۔ اور حقیقی عالم کے لئے ترقی کی راہوں کی بندش اس کی موت کے مترادف ہوتی ہے پس تم علم پر گھمنڈ نہ کرو۔ بلکہ تم علم کو اپنا دستور حیات بناؤ۔

تقریر کو جاری رکھتے ہوئے عرفانی صاحب نے فرمایا۔ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اطلبوا العلم من المھد الی اللحد پھر اسی طرح فرمایا اطلبوا العلم ولو کان بالصین کہ تم علم آخری دم حیات تک طلب کرو۔ اور اگر علم کے حصول کے لئے تم کو چین کا سفر بھی کرنا پڑے تو کرو۔ پھر اسی طرح آپؐ نے فرمایا۔ کہ جب کوئی شخص علم کی تلاش میں نکلتا ہے۔ تو اس کے لئے راہ میں فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ اور اس کی تکریم کرتے ہیں۔ اس حدیث میں جو فرشتوں کے پر بچھانے کا ذکر ہے۔ میرے نوجوان میں۔ یہ ان طالب علموں کے لئے ہے جو کہ علم دین کے حصول کے لئے سفر کرتے ہیں۔

پس تم جو کہ مختلف ممالک سے آ کر یہاں تعلیم حاصل کرتے ہو۔ قابل رشک وجود ہو۔ اور تم سے ملنا۔ میں اپنی سعادت اور خوش بختی سمجھتا ہوں۔ اور تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم یہاں سے علم حاصل کر کے علم توحید ہاتھوں میں لے کر اکناف عالم میں پھیل جاؤ۔ اور دنیا کا مقابلہ تلوار و توپ کی بجائے قلم اور زبان سے کرو اور یہ یاد رکھو کہ فولادی تلواریں دلائل اور براہین کے سامنے کبھی نہیں ٹھہر سکیں گی۔

اپنی تقریر کے آخر میں شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اساتذہ و طلباء جامعۃ المبشرین کی طرف سے پیش کردہ ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ اس بچے کے باپ دادا اور نانا کے مجھ پر بہت بہت احسانات ہیں۔ جن کے ذکر سے میری زبان بے بس ہے بے شک میرے بعض کام ہوں گے جن کی وجہ سے انہوں نے میری قدر کی۔ مگر میں بہت کے قابل نہیں۔ یہ تو خدا کا حسن انتخاب ہے۔ کہ اس نے مجھے خدمت کا موقع دیا میری مثال تو حضرت شیخ سعدی کے ان اشعار میں مذکور ہے۔ ؎

گلِ خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلآویزِ تو مستم
بگفتا من گلِ ناچیز بودم
و لیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یعنی میری کیا توصیف بیان کرنی۔ میں تو ایک ناچیز ہستی تھا۔ جس کو خوش بختی سے مسیح محمدی کا قرب نصیب ہو گیا اور پاس رہ کر کسی قدر خدمت کا موقعہ مل گیا۔ جو محض اور محض خدا تعالیٰ کا عظیم الشان فضل و احسان ہے۔

پتہ مطلوب ہے

ہمیں مندرجہ ذیل لوگوں کے موجودہ ایڈریس کی ضرورت ہے۔ جو دوست یا اگر کسی اور کو علم ہو تو وہ براہ کرم مطلع فرما دیں۔ (۱) قریشی عبد المجید صاحب سابق ساکن قادیان محلہ دار الفضل جو تقسیم ملک کے بعد جیکب لائنز کراچی نمبر ۲ میں رہائش پذیر رہے ہیں۔ (۲) عبد الواحد صاحب ولد کرم دین صاحب ساکن چک ۱۲۵ شمالی ڈاکخانہ سلانوالی ضلع سرگودھا (۳) مستری فیروز دین صاحب سابق ساکن محلہ دار البرکات قادیان۔ جو ہجرت کے بعد ننکانہ میں مقیم تھے۔ (۴) مستری چراغ دین صاحب مستری نتھا صاحب ساکن ڈگری ہندواں ڈاکخانہ بڈھا گورایہ ضلع سیالکوٹ۔

(نائب ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

جلسہ سالانہ ۱۹۵۳ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا پروگرام

۱۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات دوران ایام جلسہ سالانہ کا پروگرام درج ذیل ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ وقت مقررہ پر پہنچنے کی کوشش فرمائیں۔

۲۔ جماعتوں کے سامنے جو وقت دیا گیا ہے۔ وہ اس تعداد کے مدنظر ہے۔ جو گذشتہ سال ۵۲ء میں ملاقات کرنے والوں کی تھی۔ افراد کی کمی بیشی کے ساتھ وقت کی کمی بیشی ہوتی رہے گی۔

۳۔ جو جماعت وقت مقررہ پر کسی وجہ سے ملاقات نہ کر سکے گی۔ اس کو ۲۹ دسمبر ۱۹۵۳ء کو وقت مل سکے گا۔ یہ نہیں ہو گا۔ کہ دوسری جماعتوں کے پروگرام کو بدلا جائے۔

۴۔ وقت مقررہ کی پابندی دیوقت ترتیب دیتے وقت بھی بتا دیا جائے گا۔ نہایت ضروری ہے امید ہے۔ انتظامی دقتوں کے مدنظر احباب تعاون فرمائیں گے۔ انشاء اللہ

۵۔ ملاقات صبح ۸ بجے اور شام ۷ بجے شروع ہوا کرے گی۔

۶۔ حضور کی طبیعت آج کل ناساز ہے۔ اس لئے حضور کی طبیعت کی خرابی کے سبب اگر کوئی تبدیلی کرنی پڑی۔ تو اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔ جماعتیں مطلع رہیں۔

پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح

جماعت	وقت
۲۶ دسمبر — صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے لاہور شہر و ضلع	۵۰ منٹ
۲۶ دسمبر شب ۷ بجے	
جماعت ہائے صوبہ سرحد	۵۰ "
" گجرات شہر و ضلع	۵۰ "
" کیمل پور و اٹک "	۸ "
" شیخوپورہ "	۴۰ "
۲۷ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے ملتان شہر و ضلع	۵۰ منٹ
" آزاد کشمیر	۱۰ "
" صوبہ سندھ	۲۵ "
۲۷ دسمبر شب ۷ بجے	
جماعت ہائے سیالکوٹ شہر و ضلع	۱ گھنٹہ ۳۰ منٹ
بیعت	۲۰ "
جماعت ہائے کوئٹہ بلوچستان	۲۰ "
" ریاست بہاولپور	
۲۸ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے مظفر گڑھ شہر و ضلع	۳ منٹ
" راولپنڈی "	۲۰ "
بیعت	۱۰ "
" " جہلم شہر و ضلع	۲۵ "
۲۸ دسمبر شب ۷ بجے	
جماعت ہائے لائلپور شہر و ضلع	۱ گھنٹہ ۳۰ منٹ
بیعت	۱۰ منٹ
جماعت ہائے کراچی	۴۰ "
" سرگودھا شہر و ضلع	۵۰ "
۲۹ دسمبر صبح ۸ بجے	
جماعت ہائے جھنگ شہر و ضلع	۲۵ "
بیعت	۱۲ "
جماعت ہائے میانوالی شہر و ضلع	۳ "
" گوجرانوالہ "	۴۰ "
" منٹگمری "	۴۰ "
ایسٹ پاکستان ۵ منٹ ۔ ہندوستان	۵ منٹ
بیرونی ممالک	۵ "

تبصرہ

"رسول پاک کا عدیم المثال مقام"

یہ کتاب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالی کی نہایت لطیف اور پر معانی تصنیف ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور آپ کے مقام نبوت کی غیر معمولی برکات کا ذکر نہایت فصاحت کے ساتھ بڑے دلنشیں پیرائے میں کیا گیا ہے۔ اور خصوصاً ان تمام غلط فہمیوں کے ازالہ کی کوشش کی گئی ہے۔ جو اس سلسلہ میں جماعت کی طرف بعض حلقوں کی طرف سے ناواجب طور پر منسوب کی جاتی ہیں۔

ہماری نظر میں یہ کتاب اتنی اہم ہے۔ کہ کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ جو بلاواسطہ یا بالواسطہ اس کتاب کے مفہوم سے واقف نہ ہو۔ بالخصوص موجودہ دور میں تو ہر احمدی کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور پھر اپنے حلقہ احباب میں بھی اس کی وسیع تر اشاعت کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔

کتاب کا حجم ۱۸۰ صفحات ہے۔ اور قیمت صرف ۱۲ روپے۔ جو کتاب کی افادیت اور کاغذ کی کمیابی کے پیش نظر ارزاں اور معمولی ہے۔ جلسہ پر ہر تاجر کتب کے علاوہ ناشرین سے ذیل کے پتہ پر بذریعہ ڈاک دستیاب بھی کی جا سکتی ہے۔

ملک محمد عمر صاحب (ابن ملک فضل حسین صاحب) احمدیہ کتابستان ربوہ

سابقون الاولون کے دور ثانی کے سال اول میں مخلصین کی شاندار قربانیاں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سابقون الاولون کے لئے اپنا اسوہ حسنہ پیش فرما چکے۔ حضور نے دور اول کے آخری سال ۱۹۵۳ء سے بڑھا کر وعدہ عطا فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں جو وعدے ۱۵ دسمبر تک حضور کے پیش ہوئے ہیں ان میں ۹۵ فی صدی احباب نے اپنا وعدہ دور ثانی سال اول کا بڑھا کر پیش کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی ہے۔ ذیل میں ایسے مخلصین کے جذبات کا ایک خاکہ پیش کیا جاتا ہے جو اپنے امام سے ہے۔ اور جس اخلاص، محبت اور درد سے اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے وہ قربانیاں پیش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو قبول فرما کر نعم البدل دے۔ اور بیش از بیش قربانیوں کی توفیق بخشے۔ اور ان احباب کو جنہوں نے ابھی تک وعدہ نہیں کیا۔ انہیں بھی توفیق بخشے۔ کہ وہ اپنی طاقت اور مالی حالت کے مطابق پہلے سال سے بڑھا کر وعدے ۳۱ دسمبر سے قبل حضور میں پیش فرمائیں۔ فہرست یہ ہے:۔

(۱) صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر اپنا اور اپنی بیگم صاحبہ اور عزیزان کا وعدہ ۳۴۳/۸ کا پیش حضور کرتے ہوئے ساتھ ہی ادائیگی بھی فرماتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(۲) صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر بیت المال اپنا اور اپنی بیگم صاحبہ اور بچوں کا وعدہ ۲۰۸/۴ حضور میں پیش کرتے ہیں۔

(۳) صاحبزادی حضرت سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ دور ثانی دفتر اول سال اول کے لئے ۳۶۶/- کا وعدہ پیش ہے خدا تعالیٰ جلد ادائیگی کی توفیق بخشے۔ آمین

(۴) صاحبزادی سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بیگم حضرت نواب میاں عبد اللہ خان صاحب نے نقد سال اول دور ثانی کا ۲۰۰ حضور پیش کیا

(۵) حضرت میاں عبد اللہ خان صاحب دور ثانی سال اول کے لئے بہ تفصیل ذیل وعدہ دیتے ہیں:۔

خود حضرت میاں عبد اللہ خان صاحب	۱۱۵/-
" حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۷۵/-
" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	۱۵۰/-
" حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا	۱۲۵/-/-
" حضرت حجۃ اللہ والدہ صاحبہ مرحوم حضرت نواب صاحب	۱۲۰/-
" نابالغ بچگان	۱۵/-
	۷۰۰

(۶) مرزا میاں رفیع احمد صاحب ۔۔۔ ۴۴۳

(۷) صاحبزادی سیدہ امۃ المتین صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۳۸/- (۸) صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب ۲۹/- (۹) ملک عبد الرحمن صاحب قصور حال کراچی: حضور دفتر اول کے آخری سال کا وعدہ ۲۶۰۰ ادا ہو چکا ہے تمام سالوں کا ادا ہے۔ اب دفتر اول دور ثانی سال اول کا ۲۱۲۵/- حضور قبول فرمائیں۔

(۱۰) محترمہ استانی مریم بیگم صاحبہ جو دور اول خدا کے فضل و کرم سے نمایاں اضافوں کے ساتھ پورا کر چکی ہیں۔ سابقون الاولون کے سال اول میں دور اول کے آخری سال سے بڑھا کر ۶۴/۸ کا وعدہ پیش حضور کرتی ہیں۔

(۱۱) خان بہادر چوہدری نعمت خان صاحب جلکیت ۶۰ گذشتہ سال سے دور ثانی کے سال اول میں ۳۵۳/- کا وعدہ اضافہ کے ساتھ

(۱۲) ۔۔۔ محمد شفیع صاحب صدر محلہ دار الرحمت ۔ حضور میری آمد بھی ۲۰/- روپے ہی وعدہ پیش حضور ہے قبول فرما کر دعا کریں

(۱۳) رشید احمد صاحب طالب علم امریکن ۶۳/-

(۱۴) خان بہادر محمد دلاور خان صاحب چارباغ سرحد حضور از راہ شفقت میری بیوی اور میری طرف سے

بائیس صد روپیہ تحریک جدید میں منظور فرمائیں۔ حضور کو اس بات کا علم ہے۔ کہ آج تک جو رقم ہم دونوں چندہ تحریک جدید میں دیتے رہے۔ وہ ہماری سالانہ آمد کا ۱/۲ حصہ تھا۔ حضور انشاء اللہ تعالیٰ یہ رقم بائیس صد روپیہ کی ہم دونوں جلسہ سالانہ پر حاضر ہو کر وہاں نقد ادا کر دیں گے۔ نیز چندہ عام اور جلسہ سالانہ جو تقریباً سات سو روپیہ ہو گا وہ بھی ربوہ میں نقد ادا کر دیں گے اس طور انشاء اللہ تعالیٰ ۲۹۰۰/- روپیہ ہم دونوں ایام جلسہ میں ادا کر دیں گے۔ حضور کو علم ہے۔ کہ اس ملک میں اور بیرونی ممالک میں جماعت کی نمایاں ترقی قریباً بند ہے۔ حضور فی الحقیقت پسر موعود اور مصلح موعود ہیں۔ مصلح موعود کی پیشگوئی خود بخود پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ اور حضور اپنے آپ کو مصلح ثابت کر رہے ہیں۔ شاید علم الٰہی میں مقدر ہے۔ کہ اس عظیم الشان فتنہ کے بعد ترقی کا دور شروع ہو۔ ۔۔۔ کب تک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دن

(۱۶) میاں محمد یوسف صاحب سکھو سندھ۔ حضور دور ثانی کے سال اول میں گذشتہ سال ۱۹۵۳ء سے اضافہ کے ساتھ گیارہ سو روپیہ کا وعدہ معہ اہل و عیال کے قبول فرمائیں

(۱۷) ڈاکٹر محمد شاہ نواز خان صاحب پشاور سرحد خاکسار اپنی اور اہل و عیال کی طرف سے ۴۸۷ دور ثانی کے سال اول میں اور چھ بچوں کا دفتر دوم کے سال چہارم میں ۳۱/۲ کا وعدہ پیش حضور کرتا ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے سامان فرمائے۔ کہ میرا یہ قدم کم سے کم دور ثانی کے خاتمہ تک پیچھے نہ ہٹے۔ بلکہ آگے ہی بڑھتا جائے۔

(۱۸) میجر ڈاکٹر منیر احمد صاحب خالد کوئٹہ دور ثانی سال اول کے لئے ۲۸۰/- کا حقیر وعدہ قبول ہو۔

(۱۹) مولوی عبد المجید صاحب کراچی ۱۰۱۰/- جو سال ۱۹۵۳ء سے بڑھا کر ہے۔

(۲۰) چوہدری محمد نور حسین خان صاحب ایڈووکیٹ شیخوپورہ امیر جماعت۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ہی توفیق سے گذشتہ کئی سال سے اڑھائی ہزار کے لگ بھگ سالانہ تحریک جدید کا چندہ ادا فرماتے آ رہے ہیں۔ دور ثانی کے سال اول میں ۲۴۵۰/- حضور میں پیش کیا۔

(۲۱) خلیفہ عبد المنان صاحب رسالپور کھڑے حضور کا سالانہ کا اعلان پڑھا۔ اللہ تعالیٰ بڑی توفیق سے خادم کا گذشتہ سال کا وعدہ ۴۰۰/- تھا۔ سو ادا ہو گیا ہے

۴۴ کے ساتھ ۶۰۰/- کیا تھا۔ اب دفتر ثانی کے سال اول کے لئے ۱۹۰۰/- حضور قبول فرمائیں۔ چیک بھی ساتھ پیش ہے

(۲۴) حکیم سردار محمد صاحب معہ متعلقین ۶۰۰/-

بکوشید اے نو جوانان تا بدین قوت شود پیدا

بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

احرار عوام کو مشتعل کرنے کے علاوہ نفرت پھیلانے کے ذمہ دار تھے

میں نے متعدد احراری لیڈروں کے خلاف کاروائی کرنے کی سفارش کی تھی

عدالت میں سابق انسپکٹر جنرل پولیس میاں انور علی کا بیان!

(گزشتہ سے پیوستہ)

س: آپ ڈائرکٹ ایکشن سے ان کا مطلب کیا سمجھتے تھے؟

ج: میں صاف صاف تسلیم کرتا ہوں۔ کہ مجھے پتہ نہیں تھا۔ کہ ڈائرکٹ ایکشن کا کیا مطلب ہوگا گو انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ تقسیم سے قبل ڈائرکٹ ایکشن کا مطلب یہ ہوتا تھا۔ کہ سول نافرمانی ہوگی۔ یعنی کوئی قانون توڑا جائے گا۔

س: کیا احرار بیس ہزار رضاکاروں کا جتھہ تیار کرنے کا ارادہ کر رہے تھے؟

ج: جی ہاں۔ س: کیا ان رضاکاروں کو ایسے ہدایت نہیں کیا جاتا تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کریں؟

ج: میرا خیال تھا۔ کہ وہ صرف حکومت کو مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

س: کیا آپ بیس ہزار رضاکاروں کو گرفتار کرنے کے لئے تیار ہو رہے تھے؟

ج: میں کہہ چکا ہوں۔ کہ مجھے یقین نہیں آتا تھا۔ اتنے رضاکار اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کریں گے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ گرفتار ہونے والوں میں سے بیشتر رضاکار افراد نہیں تھے۔

س: کیا کراچی کانفرنس میں آپ سے پوچھا گیا تھا۔ کہ تحریک کا رخ کراچی کی بجائے لاہور کی طرف ہو جائے تو آپ صورت حال کا مقابلہ کر سکیں گے؟ ج: جی ہاں۔ میں نے کہا تھا کہ ہم اس کے لئے تیار ہیں اگرچہ یہ آسان کام نہ ہوگا

س: کیا آپ نے اس وقت یہ نہیں کہا تھا کہ بیس ہزار رضاکاروں کو جیلوں میں ڈالنا مشکل ہوگا؟

ج: یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

س: کیا اس کانفرنس میں یہ طے پایا تھا۔ کہ ان تمام رضاکاروں کو جو کراچی کے لئے روانہ ہوں۔ مقام روانگی پر ہی گرفتار کر لیا جائے؟

ج: جی ہاں۔ س: کیا پنجاب میں ایسے اضلاع بھی ہیں۔ جہاں سے رضاکار لاہور سے گزرے بغیر کراچی پہنچ سکتے ہیں؟ ج: جی ہاں۔ میں پہلے ہی ان اضلاع کے نام بتا چکا ہوں۔

س: کیا ۲۸ تاریخ کی گرفتاریوں کی بناء پر لاہور میں کوئی بے چینی پھیلی تھی؟

ج: میرا خیال ہے ۲۸ تاریخ کو ہڑتال ہوئی تھی۔

س: کیا ۲۸ تاریخ کو کوئی جلوس نکلا تھا؟

ج: جی ہاں۔ س: کیا یہ پُرامن تھا؟

ج: جی ہاں۔ س: آپ نے جلوس کو اتنا طویل فاصلہ طے کرنے کی اجازت کیوں دی تھی؟

ج: کیونکہ ایسے جلوسوں سے نظم و ضبط کے متعلق مسئلہ پیدا نہیں ہوتا تھا۔ س: کیا آپ کو یہ خیال نہیں آیا تھا۔ کہ ایسے جلوسوں سے تحریک کے حامیوں میں اضافہ ہو رہا ہے؟

ج: مجھے ۲ر مارچ کو یہ احساس ہوا تھا چنانچہ اسی دن دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت حکم نافذ کر دیا گیا

س: کچھ لوگوں کا کہنا ہے۔ کہ ۳ر مارچ کو لاہور میں لڑائی ہو رہی تھی۔ کیا یہ درست ہے؟

ج: مجھے کسی ایسی لڑائی کا علم نہیں۔

س: کیا آپ اب محسوس کرتے ہیں۔ کہ ۳ مارچ کو ایسی لڑائی ہو رہی تھی؟

ج: ۳ر مارچ لاہور میں سب سے پُرامن دن تھا۔

س: کیا یہ درست نہیں ہے کہ ۲ر مارچ کی شام تک آپ کسی گڑبڑ کی توقع نہیں رکھتے تھے یہاں تک کہ کسی نے پیشگوئی کی کہ ایسے فسادات ہوں گے۔ کہ پولیس ان پر قابو نہ پا سکے گی؟

ج: میں نے ایسی کوئی پیشگوئی نہیں سنی۔

س: کیا آپ نے ہوم سیکرٹری کو یہ مشورہ نہیں دیا تھا۔ کہ وہ جی۔ او۔ سی کو خط لکھیں کہ خطرناک فسادات رونما ہونے کا اندیشہ ہے اور خدشہ ہے کہ شاید شہری حکام حالات کا ٹھیک طور پر مقابلہ نہ کر سکیں؟

ج: ہم نے ملٹری سے درخواست کی تھی۔ کہ ہمیں فوجی مہیا کئے جائیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ حکومت کی طرف سے انہیں ایسا کرنے کے لئے حکم آنا چاہیئے۔ اس لئے ہوم سیکرٹری نے خط لکھا۔ فوج ۲ر مارچ کے واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے طلب کی گئی تھی۔ اس دن پولیس پر پتھراؤ کیا گیا تھا۔ جس سے بعض پولیس افسر جن میں ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی تھے مجروح ہوئے تھے یہ خط مولانا اختر علی خان کی گرفتاری کے بعد لکھا گیا تھا۔

س: کیا یہ فیصلہ آپ نے ۲ر مارچ کی شام کو کیا تھا۔ کہ جو رضاکار اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کریں انہیں پیٹا جائے؟

ج: جی نہیں فیصلہ یہ ہوا تھا۔ کہ خلاف قانون اجتماعوں کو منتشر کیا جائے۔ س: کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ رضاکاروں نے دفعہ ۱۴۴ کے تحت حکم صادر ہونے کے بعد ہی مساجد سے نکلنا شروع کیا؟

ج: پانچ پانچ رضاکاروں کے بعض دستے بھیجے گئے ہوں گے۔ لیکن اس کے علاوہ پانچ پانچ سے زیادہ رضاکاروں کے کچھ دستے اور بھی تھے۔ جو دفعہ ۱۴۴ کے تحت صادر ہونے والے حکم کی دانستہ خلاف ورزی کر رہے تھے۔

س: کیا آپ نے ان رضاکاروں پر لاٹھی چارج کیا؟

ج: ہم نے غیر قانونی مجمع کو لاٹھی چارج کے ذریعہ منتشر کر دیا۔

س: کیا آپ لاٹھی چارج کے رد عمل کے طور پر بدامنی کی توقع نہیں رکھتے تھے؟

ج: اگر اس قسم کا رد عمل ہوتا۔ تو یہ نہایت ناخوش گوار بات ہوتی۔ اور ہم اس پر قابو پانے کے لئے پوری طرح تیار تھے۔ س: کیا جو لوگ ۲۸ر فروری اور یکم اور ۲ر مارچ کو پکڑے گئے ہیں انہیں لاہور سے باہر اٹھا لیا گیا۔ اور گاڑیوں میں بند کرنے سے پہلے پیٹا گیا؟

ج: مجھے ایسی مار پیٹ کا علم نہیں۔

س: کیا آپ کو اس چیز کی توقع نہیں تھی کہ جن رضاکاروں کو لاہور سے باہر لے جا کر اکٹھے کیا جا رہا ہے۔ وہ اس مقام کے لوگوں کے ذہنوں میں تحریک کے متعلق ہمدردی پیدا کر دیں گے؟

ج: نتیجہ میں کوئی ہمدردی پیدا نہیں ہوئی۔

س: کیا آپ نے ۳ر مارچ کو وزیر اعلیٰ کو فون پر کہا تھا۔ کہ آدھی جنگ جیتی جا چکی ہے؟

ج: ہو سکتا ہے۔ کہ پرامن دن گزر جانے پر میں نے اطمینان کا اظہار کیا ہو کیونکہ اس روز سول لائنز میں کوئی جلوس نہیں تھا۔ دکانیں کھلی تھیں معمول کے مطابق کاروبار ہو رہا تھا۔ اور عوام کا اعتماد جو گزشتہ دنوں درہم برہم ہو چکا تھا۔ پھر اعتدال پر آ رہا تھا۔

س: کیا آپ نے ان لوگوں کو پیٹا جو اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کرنے آ رہے تھے؟

ج: بعض جلوسوں کو منتشر کیا گیا کیونکہ ان میں شریک اشخاص کی تعداد پانچ سے زائد تھی۔ جو دفعہ ۱۴۴ کے خلاف تھا۔

س: کیا آپ کا طریق کار یہ تھا۔ کہ جلوس نکالنے والوں کو گرفتار نہ کیا جائے؟

ج: دفعہ ۱۴۴ کو عملی جامہ پہنانا میری ڈیوٹی تھی۔ اور یہ خیال رکھنا میرا فرض تھا۔ کہ پانچ سے زائد اشخاص جلوس نہ نکال پائیں۔

س: کیا آپ کو ۴ر مارچ کو کوتوالی میں چوک دالگراں میں قرآن مجید کی بےحرمتی کے واقعہ کی اطلاع ملی تھی؟

ج: ہاں اس قسم کی افواہ اڑی تھی۔

عدالت کی طرف سے پوچھنے پر کہ کیا انہوں نے مبینہ بےحرمتی کے واقعہ کی تحقیق کی؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ تحقیقات کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ افواہ بے بنیاد تھی۔ اور میں نے اس کی تردید کرنے کے لئے پریس نوٹ جاری کیا۔

جرح جاری رکھتے ہوئے وکیل نے پوچھا کہ کیا یہ بات آپ کے نوٹس میں لائی گئی تھی کہ ۱۰ تاریخ کو مولوی سلیم اللہ اور مولوی یوسف نے اس مبینہ واقعہ کے متعلق تقریریں کی تھیں۔ اس پر انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ مولوی سلیم اللہ گرفتار کر لئے گئے تھے۔ اور مولوی محمد یوسف روپوش ہو گئے تھے۔ مولوی سلیم اللہ نے گرفتاری پر ایک بیان دیا تھا جو ریکارڈ میں موجود ہے۔ جس میں ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ کس طرح مولوی محمد یوسف نے عوام کے جذبات کو مشتعل کیا

س: یہ مولوی سلیم اللہ کون ہیں! کیا وہ پولیس کی ملازمت میں ہیں؟ ج: نہیں۔ وہ پولیس والے نہیں۔ وہ شہر کی ایک مسجد کے مہتمم ہیں۔

س: کیا وہ پولیس رضاکاروں کے ایک کمانڈر تھے؟

ج: مجھے معلوم نہیں۔

س: کیا وہ نیازی کے خلاف استغاثہ کے گواہ تھے؟

ج: مجھے معلوم نہیں۔

س: کیا مولوی محمد یوسف کے خلاف کوئی کاروائی کی گئی؟ ج: جب میں نے چھوڑا وہ روپوش تھے

س: وہ آج کل کہاں ہیں؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ ابھی تک سیالکوٹ میں ہیں؟

ج: مجھے معلوم نہیں۔ س: کیا لاہور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ۴ر مارچ کی شام کو فیصلہ کیا تھا۔ کہ صورت حال فوج کو سونپ دی جائے؟

ج: ہاں۔ س: کیا آپ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اس تجویز کی مخالفت کی تھی؟

ج: ہاں۔ س: کیا یہ درست ہے۔ کہ آپ نے اور دوسرے پولیس افسروں نے ۴ر اور ۵ر مارچ کی رات کو گولی چلائی؟

ج: ہاں گولی چلانا افسروں تک محدود تھا۔ اس رات اور کسی ماتحت پولیس افسر نے اپنی مدافعت کے سوا ایک گولی تک نہیں چلائی۔

س: کیا یہ حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ اس سے پیشتر ماتحت پولیس افسروں نے ایک ایسے وقت گولی چلائی۔ جب گولی چلانے کا موقع نہیں تھا؟

ج: نہیں۔ س: ۴ر اور ۵ر مارچ کی رات کو فائرنگ سے کتنے لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے؟

ج: جانی نقصان کا تفصیلی ریکارڈ رکھا گیا ہے۔ اور فائرنگ کی ہر واردات کی ایک مجسٹریٹ کے ذریعہ تحقیقات کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ میں جانی نقصانات کی ٹھیک ٹھیک تعداد نہیں بتا سکتا۔

س: کیا کچھ پوسٹ مارٹم بھی ہوئے تھے؟

ج: مجھے معلوم نہیں۔

س :۔ صاحبزادہ فیض الحسن نے موضع بھیرہ میں جو تقریر کی تھی۔ اس پر ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟ ج :۔ نہیں۔

اس کے بعد جماعت اسلامی کی طرف سے چوہدری نذیر احمد خان نے میاں انور علی پر جرح کی۔

س :۔ اپریل ۱۹۵۲ء سے لے کر آخر تک احمدی کن سرگرمیوں میں مصروف تھے؟

ج :۔ مجھے صرف دو باتیں یاد ہیں۔ پہلی یہ کہ اوکاڑہ یا کسی اور مقام سے ایک پمفلٹ جاری کیا گیا تھا۔ یہ پمفلٹ قابل اعتراض تھا۔ اس میں ختم نبوت کے عقیدے کو چیلنج کیا تھا۔ دوسری بات مجھے یاد ہے کہ "الفضل" میں ایک مقالہ شائع ہوا تھا جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج یعنی امہات المومنین میں سے کسی ایک کے بارے میں کچھ لکھا گیا تھا جس پر بہت سے لوگوں نے شدید اعتراض کیا تھا۔ میں نے اس اخبار کے خلاف کارروائی کی سفارش کی تھی۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ انجام کار کیا ہوا۔

اس مرحلہ مسٹر اسد اللہ خان عدالت کی اجازت سے ایک سوال پوچھا جس کے جواب میں میاں انور علی نے "الفضل" مورخہ ۷ دسمبر کے صفحہ (دستاویز ڈی۔ ای ۲۳۸) کو دیکھ کر بتایا کہ یہی وہ مقالہ ہے۔

چوہدری نذیر احمد خان نے میاں انور علی سے پوچھا ۱۵ جولائی ۱۹۵۲ء "الفضل" کی اشاعت میں "خونی ملا کا آخری دن" کے زیر عنوان جو مقالہ شائع ہوا تھا۔ کیا وہ ان کی نظر سے گزرا؟ میاں انور علی نے جواب دیا کہ ایسا ایک مقالہ میرے علم میں آیا تھا۔ لیکن اس وقت مجھے یاد نہیں۔

س :۔ کیا آپ نے اس مقالہ کے سلسلہ میں بھی اس اخبار کے خلاف کسی کارروائی کرنے کی تجویز کی؟ ج :۔ یہ پریس برانچ کا کام ہے

س :۔ مئی ۱۹۵۲ء میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان نے جو تقریر کی تھی۔ اس پر کیا ردعمل ہوا تھا؟

ج :۔ اس تقریر کا کوئی اچھا ردعمل نہیں ہوا تھا۔

س :۔ تحریک میں احمدیوں کا بھی کوئی حصہ تھا؟

ج :۔ اگر احمدیوں نے کچھ کیا ہے تو وہ صرف زبانی الفاظ یا اخبارات میں مقالات کی اشاعت تک محدود تھا۔ اس کے برعکس احرار کچھ ایسے کام کر رہے تھے جو قانون شکنی اور تشدد کی طرف لے جانے والے تھے۔ س :۔ کیا احرار کی سرگرمیاں بھی صرف تقریروں اور مضامین تک محدود تھیں؟

ج :۔ ہاں لیکن اس کے علاوہ خلاف قانون سرگرمیاں بھی دکھا رہے تھے۔ مثلاً احرار نے لائل پور میں احمدیوں کی دو دکانیں لوٹیں۔ اور ملتان میں کچہری پولیس اسٹیشن پر حملے کی حوصلہ افزائی کی۔

س :۔ کراچی کے کسی فیصلے کے مطابق کیا کبھی مرزا بشیر الدین محمود احمد اور خواجہ نذیر احمد کو بھی تنبیہ کی گئی تھی؟

ج :۔ ہاں ۲۷ فروری کو مرزا بشیر الدین محمود احمد کو متنبہ کیا گیا تھا کہ وہ ربوہ سے باہر نہ جائیں۔ اور ایسی تقریریں نہ کریں۔ اور ایسے بیانات جاری نہ کریں۔ جن سے اشتعال پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ کراچی سے واپس آنے کے بعد ہم نے خواجہ نذیر احمد کو بھی طلب کیا۔ اور انہیں وزیر اعلیٰ کے اس حکم سے مطلع کیا کہ وہ اپنے اخبار میں اشتعال انگیز مضامین لکھنے سے احتراز کریں۔

س :۔ کیا حکومت پنجاب نے کبھی جماعت احمدیہ کے سربراہ سے مطالبات کے بارے میں تبادلہ خیال کیا؟

ج :۔ مجھے معلوم نہیں۔ س :۔ جماعت اسلامی کے سربراہ مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اور جماعت کے دوسرے لیڈر جب گرفتار کئے گئے تھے۔ تو کیا اس وقت پولیس نے اس الزام کی تحقیقات کی تھی کہ جماعت اسلامی کو کوئی بیرونی طاقت مالی امداد دیتی ہے؟

ج :۔ ہم نے اس الزام کی تحقیقات کی جس کے بعد پتہ چلا کہ جماعت اسلامی کو کسی بیرونی طاقت کی طرف سے کوئی مالی یا دوسری امداد نہیں ملتی ہے۔

س :۔ مولانا مودودی کب گرفتار ہوئے ہیں؟

ج :۔ ۲۸ مارچ کو۔ س :۔ انہیں کس نے گرفتار کیا؟

ج :۔ مارشل لاء کے حکام نے۔ س :۔ کس کے کہنے پر؟

ج :۔ مارشل لاء کے حکام کے پاس شہادت موجود تھی۔ انہوں نے اس سلسلہ میں صوبائی اور مرکزی حکومت سے بھی مشورہ کیا تھا۔

س :۔ قادیانی مسئلہ نامی پمفلٹ آپ کے علم میں کب آیا؟ ج :۔ غالباً مارچ کے پہلے ہفتہ میں۔

س :۔ اس کو پڑھنے کے بعد کیا آپ نے بذات خود اس کے خلاف کسی کارروائی کی سفارش کی تھی؟

ج :۔ نہیں۔ اس وقت مارشل لاء کا نفاذ ہو چکا تھا اور مارشل لاء کے حکام خود کوئی کارروائی کرنے کے سوال پر غور کر رہے تھے۔

س :۔ اس پمفلٹ کی تصنیف پر مولانا مودودی کے خلاف مقدمہ چلانے کی تجویز کس نے پیش کی؟

ج :۔ یہ تجویز خود مارشل لاء کے حکام کی تھی۔

س :۔ اس پمفلٹ کی اشاعت پر آپ نے کسی کارروائی کی سفارش کی تھی؟

ج :۔ میری رائے میں اس پمفلٹ کے کچھ حصے قابل اعتراض تھے اور جب یہ کیس میرے پاس گیا تھا میں نے یہ رائے ظاہر کر دی تھی۔

س :۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ جماعت اسلامی کا ایک اصول یہ ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کیا جائے۔ جو غیر آئینی ہو؟ ج :۔ جی ہاں۔

س :۔ آپ نے آج کہا ہے کہ احرار کے ساتھ دوسری جماعتوں کے شامل ہونے کے بعد یہ امید تھی کہ احراریوں کی روش میں کچھ نرمی ہو جائے گی۔ کیا ان دوسری جماعتوں میں آپ جماعت اسلامی کو شامل کرتے تھے؟

ج :۔ ہاں اس سلسلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ابتدا میں مولانا مودودی اس تحریک میں شامل ہونے کے حق میں نہیں تھے۔ لیکن بعد میں انہیں سیاسی وجوہ کی بناء پر اس تحریک کی حمایت کرنی پڑی!

س :۔ کیا مولانا مودودی نے اس مسئلے کا ایک حل یہ پیش نہیں کیا تھا۔ کہ آئین میں احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ تسلیم کر لیا جائے؟

ج :۔ مولانا کا موقف یہ تھا۔ کہ یہ مطالبات علیحدہ طور پر پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں پہلے اسلامی آئین نافذ کرانا چاہیئے۔ اس کے تحت احمدی خود بخود غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جائیں گے۔

س :۔ اس سلسلے کے متعلق مولانا مودودی نے جو رویہ اختیار کیا تھا۔ اس کی وجہ سے تحریک کا زور کم نہیں ہوا؟ ج :۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسا ہوا۔

س :۔ یہ مطالبہ کب شامل کیا گیا تھا؟

ج :۔ غالباً اگست ۱۹۵۲ء میں لاہور آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن کے بعد

س :۔ کیا اگست ۱۹۵۲ء سے لے کر بنیادی اصول کی کمیٹی کی رپورٹ شائع ہونے تک تحریک کا جوش و خروش پہلے ہی جیسا تھا۔

ج :۔ میرا خیال ہے۔ ملتان کی فائرنگ دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام کے نفاذ اور اس کے بعد احرار رہنماؤں کی گرفتاری اور جون یا جولائی ۱۹۵۲ء میں احرار رہنماؤں کی طرف سے کھلے بندوں یقین دلانے پر تحریک کا جوش و خروش کم ہو گیا۔

عدالت کو اس سے پوچھا یہ سکون کتنی دیر تک رہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ جن واقعات کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ان کے بعد احرار نے کراچی کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔

وکیل کی دوبارہ جرح پر گواہ نے کہا جماعت اسلامی نے نومبر ۱۹۵۲ء کے اواخر میں دستوریہ "تحفہ" بنایا۔ جس میں مجلس دستور ساز سے اپیل کی کہ وہ مولانا مودودی کے مرتب کئے ہوئے نو مطالبات پر غور کرے۔ س :۔ کیا ان مطالبات کی حمایت میں بڑی تعداد میں دستخط حاصل کئے گئے تھے؟ ج :۔ جی ہاں۔

سوال۔ آپ نے اپنی رپورٹ میں "ملائیت" (ملاازم) کے زیر عنوان ایک پیراگراف لکھا ہے "ملائیت" سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ج: ملّا سے میری مراد ایسا نیم خواندہ شخص جو مذہب کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرتا اور ہر طرح کی ترقی کی مخالفت کرتا ہے۔

گواہ نے دوبارہ کہا ضروری نہیں کہ ملا نیم خواندہ شخص ہو۔ اگر کوئی تعلیم یافتہ آدمی پوشیدہ اغراض کے لئے مذہب کو استعمال کرنے لگے تو اسے بھی ملائیت کی صف میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

عدالت نے میاں انور علی سے پوچھا آپ نے ملائیت کی جو تعریف بیان کی ہے۔ اس کی رو سے کیا آپ مولانا مودودی کو بھی اس معنے میں ملّا ہی سمجھیں گے۔ میاں انور علی نے اس کا جواب نفی میں دیا۔ سوال۔ اور مولانا مرتضےٰ احمد خاں میکش کو؟ جواب۔ انہوں نے بعض مقالات ملائیت ہی کے رنگ میں لکھے ہیں۔ سوال۔ کیا آپ نے ان کا وہ مقالہ پڑھا تھا۔ جو مولانا ابو الاعلےٰ مودودی اور مرزا بشیر الدین محمود احمد کی طرف سے خالص نجی جائداد کے حق میں اسلامی تصور کے رد میں لکھا گیا ہے۔ وکیل نے جرح جاری رکھتے ہوئے گواہ سے پوچھا اس بات کے پیش نظر کہ علامہ اقبال نے بھی احمدیوں پر حملہ کیا تھا۔ کیا وہ علامہ کو بھی ملّا قرار دیں گے۔ اس کے جواب میں کہا مجھے اعتراف ہے کہ میں نے اقبال کا مضمون نہیں پڑھا۔ سوال آپ کے تحریری بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو ملاؤں کے تعلیم یافتہ اور ذہین طبقہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا یہ صحیح ہے؟ جواب وہاں میں نے کہا ہے میرا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ملک کو ملاؤں کے زیر اثر ہونا ہے تو بہتر ہے کہ ملّا پڑھے لکھے اور ذہین ہوں۔ سوال۔ کیا احمدیوں کے خلاف تحریک کے دوران میں جماعت اسلامی کے کسی رکن نے کوئی اشتعال انگیز تقریر کی تھی۔ جواب میں آپ کو نام تو نہیں بتا سکتا۔ لیکن جماعت کے کئی ارکان ایسی تقریریں کر رہے تھے۔ جن کا مدعا اداہ ناؤل مسلم لیگی حکومت کے خلاف کلبوں پر پردہ نہ کرنے ناچنے اور شراب نوشی کرنے کے خلاف نفرت پھیلانا تھا سوال۔ میں نے یہ پوچھا تھا آیا جماعت اسلامی کے ارکان احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کر رہے تھے۔ جواب۔ انہوں نے یہ کہنے کی کوشش کی تھی کہ احمدی غیر مسلم ہیں۔ اور انہیں اس وجہ سے اقلیت قرار دینا چاہیئے۔ سوال۔ کیا جولائی ۱۹۵۲ء کے بعد آپ نے جماعت اسلامی کے خلاف کوئی کارروائی تجویز کی تھی۔ جواب۔ نہیں جماعت کی حیثیت سے جماعت اسلامی کے خلاف نہیں۔ البتہ میں نے شورش پسندوں کے خلاف بالعموم کارروائی کی تجاویز پیش کی تھیں۔

میاں انور علی نے پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کو بتایا۔ کہ سابق وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے علماء کی بار بار ملاقاتوں سے یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ مطالبات جو کسی مہذب ملک میں پیش بھی نہیں کئے جا سکتے۔ مکمل یا جزوی صورت میں منظور کئے جانے والے ہیں۔

انہوں نے یہ بیان آج چار دن کی لمبی گواہی کے آخری دن میاں ممتاز محمد دولتانہ کے وکیل کی جرح کے دوران میں دیا۔ میاں انور علی سے پوچھا گیا تھا کہ اسلامی دستور اور سابق وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کی علماء سے براہ راست گفتگو کا سرکاری ملازموں پر کیا اثر پڑا تھا۔

گواہ نے پنجاب کے فسادات کے وقت پنجاب پولیس کے انسپکٹر جنرل تھے بتایا کہ جس قسم کے اسلامی دستور کی بات چیت کی جاتی تھی۔ اس نے سینئر سرکاری ملازمین کے ایک بہت بڑے حصہ کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا تھا جو ویسے انتہائی مہذب قابل اور وفادار ہیں۔

عدالت کے اس سوال پر کہ آیا اسلامی دستور کی بات چیت سے مذکورہ سرکاری ملازموں کے جوش کا ٹھنڈا ہونا علماء سے کسی ممکن رقابت کا نتیجہ تھی۔ انہوں نے جواب نفی میں دیا۔

ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ اسلامی دستور کے متعلق کسی بات چیت سے سینئر سرکاری ملازموں کا جوش کیوں ٹھنڈا ہوا۔ میاں انور علی نے بتایا۔ کہ ان کا خیال تھا۔ کہ اس سے ملک پسماندہ اور غریب رہے گا۔ اور کوئی ترقی نہیں کر سکے گا۔

پولیس کے افسر اعلیٰ نے بتایا کہ مطالبات کے متعلق بیان کیا جاتا تھا۔ کہ وہ خالص مذہبی بنیادوں پر ہیں۔ لیکن کئی جماعتیں انہیں خالص سیاسی سمجھتی تھیں اور ان سے فائدہ اٹھانا چاہتی تھیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ چونکہ مطالبات کو مذہبی قرار دیا جاتا تھا اس لئے سرکاری ملازموں کے لئے ایسا کوئی قدم اٹھانا جس سے مطالبات کی مخالفت کی غلط فہمی پیدا ہو سکے مشکل ہو گیا تھا۔

میاں انور علی نے کہا۔ کہ احرار پارٹی اپنی پرانی سیاسی پوزیشن حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اور احرار کا خیال تھا۔ کہ مطالبات پر زور دینے سے حکومت پریشان ہو گی۔ اور احرار کی مقبولیت میں اضافہ ہو گا تحریک سے متعلق مسلم لیگ کے ... کے بارے میں پوچھنے پر گواہ نے بتایا۔ کہ کوئی مسلم لیگی رہنما تحریک کی مخالفت کرنے کے لئے سامنے نہیں آیا اس کے برعکس بہت سے مسلم لیگیوں نے جن میں اسمبلی کے ارکان اور جماعت کے کونسلر بھی شامل تھے کھلے بندوں تحریک کی حمایت کی۔ انہوں نے مزید بتایا کہ پولیس نے اس سلسلے میں اسمبلی کے متعدد ارکان اور کونسلروں کو سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کیا۔

جہاں تک تحریک کے متعلق سرکاری ملازمین کے رویے کا تعلق ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ پولیس ہی صرف ایسی جماعت تھی۔ جس نے مظاہرے یا کسی اور طرح سے تحریک کے ساتھ ہمدردی کا اظہار نہیں کیا حالانکہ مذہبی جذبات کی اپیل کی وجہ سے اُن پر بھی کافی دباؤ پڑتا تھا۔ (دیانتی)

کراچی۔ ۲۰ دسمبر۔ مسئلہ کشمیر پر بھارت اور پاکستان کی فوجی مشاورتی کمیٹیوں کی میٹنگ کل سے نئی دہلی میں شروع ہو رہی ہے۔ اس میٹنگ میں شرکت کرنے کے لئے پاکستانی وفد کے لیڈر مسٹر عزیز احمد اور دوسرے اراکین آج بذریعہ طیارہ نئی دہلی روانہ ہو گئے۔

(بقیہ صفحہ ۳)

The crucifixion by an eye witness

اس مکتوب میں یہ ذکر ہے۔ کہ یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی تھی۔ دستور کے مطابق آپ کی ہڈیاں بھی نہیں توڑی گئیں۔ برچھی چبھونے پر آپ کے جسم سے خون اور پانی بہ نکلا۔ جو کہ زندگی کی واضح علامت تھی۔ اسی مکتوب میں یسوع مسیح کے آسمان پر جانے کے واقعہ کی اصل حقیقت بھی بیان کی گئی ہے۔ کہ صلیب سے بچ کر جب آپ حواریوں سے جدا ہوئے تھے۔ تو آپ اپنے حواریوں کو لے کر کوہ زیتون پر تشریف لے گئے۔ آپ نے ہاتھ پھیر کر ان کو برکت دی۔ اور ان کے لئے دعا کرنی شروع کی۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ اور کوہ زیتون پر سورج سے رنگی ہوئی دھند چھا گئی تھی۔ اس وقت حواری رکوع میں پڑے ہوئے تھے۔ اور ان کے چہرے "محویت کے عالم میں" زمین کی طرف جھکے ہوئے تھے۔ مسیح نے چونکہ اس سفر کو خفیہ رکھنا تھا۔ آپ چپکے سے جلدی جلدی دھند اور غبار کے اندر غائب ہو کر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ آپ کے اس طرح غائب ہونے پر شہر میں یہ افواہ مشہور ہو گئی۔ کہ آپ بادلوں پر بیٹھ کر آسمان پر چلے گئے۔ مکتوب نویس لکھتا ہے:۔ "یہ کہانی کہ یسوع بادلوں میں اٹھایا گیا۔ انجیل میں داخل کیا گیا ہے۔ ان لوگوں نے جوڑی تھی۔ جو یسوع کی رخصت کے وقت پاس موجود نہ تھے۔ حواریوں نے اس کی تردید کرنا خلاف مصلحت سمجھا" آثار قدیمہ سے برآمد ہونے والے اس مکتوب کی اس شہادت کو پیش نظر رکھیے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ اعمال الرسل میں یہی افواہ کہ مسیح بدلی میں غائب ہو گیا۔ اور آسمان پر چلا گیا۔ ایک واقعہ کی صورت میں درج کر دی گئی۔ اس تحقیق سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ناصری کے شاگرد اور آپ کے مونس و غمگسار دوست جنہوں نے آپ کو حادثہ صلیب سے بچانے کے لئے ہر ممکن سعی کی۔ یہ بات اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ آپ آسمان پر نہیں گئے۔ بلکہ اس دنیا میں آسمانی بادشاہت کی منادی پھیلانے کے بعد فوت ہو گئے۔ (باقی)